

# عہدے یاراں

رمشہ اکرم

Posted on novel-e-mehar

اسلام و علیکم

اگر آپ لکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اپنا لکھا دنیاتک پہنچانا چاہتے ہیں۔  
تو ہماری ویب سائٹ ایپو پلیٹ فارم فراہم کرتی ہے۔  
اگر آپ اپنی تحریر، افسانہ، ناولٹ، ناول یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں۔  
تو ابھی رابطہ کرے۔

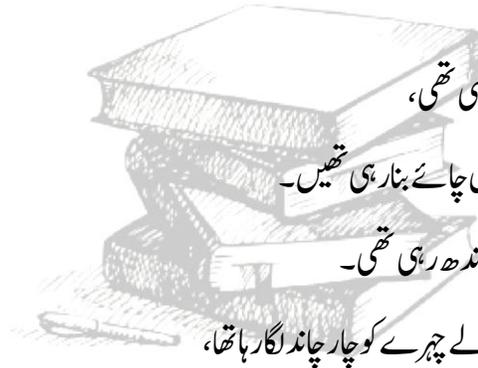
NOVEL-E-MEHAR

Email..... Writers@novelemehar.com

Whatsapp..... 03110699338

پہلی قسط

\*از رمشہ اکرم\*



صبح کا وقت تھا۔ گلی میں دودھ والے کی آواز آرہی تھی،  
اندرون شہر کے اس پرانے گھر کے کچن میں اماں چائے بنا رہی تھیں۔  
کمرے کے اندر وہ آئینے کے سامنے کھڑی بال باندھ رہی تھی۔  
ہلکی سی نیلے دوپٹے کا حجاب اسکے سفید رنگت والے چہرے کو چار چاند لگا رہا تھا،  
سادہ آباے میں — اس کے چہرے پر وہ ٹرمی تھی جو بہت کم لڑکیوں میں ہوتی ہے۔

- موبائل میں ہلکی سی جنبش ہوئی۔ وائس میسج تھا

سادہ یہ! کتنی دیر لگاتی ہو تیار ہونے میں،"

"!انتظار میں ہمیشہ واجد ختم ہو جائے گی

یہ ہمیشہ کی آواز تھی۔

- اسنے وائس میسج بھیجا تھا

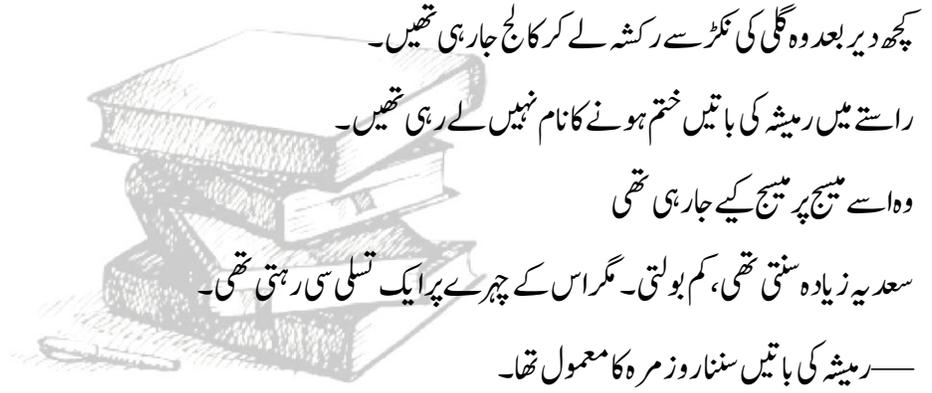
سعدیہ نے مسکرا کر کہا،

"بس پانچ منٹ، تم تو روز جلدی آ جاتی ہو۔"

- سعدیہ نے ریپلائی دیا

"تمہارے بغیر رہا ہی نہیں جاتا، چلو جلدی آؤ"

- آگے سے جواب آیا تھا جسکو سن کر سعدیہ مسکرا دی تھی



کچھ دیر بعد وہ گلی کی نلڑ سے رکشہ لے کر کالج جا رہی تھیں۔

راستے میں رمیشہ کی باتیں ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔

وہ اسے میسج پر میسج کیے جا رہی تھی

سعدیہ زیادہ سنتی تھی، کم بولتی۔ مگر اس کے چہرے پر ایک تسلی سی رہتی تھی۔

— رمیشہ کی باتیں سننا روز مرہ کا معمول تھا۔

## NOVEL-E-MEHAR

کالج پہنچ کر وہ سیدھی رمیشہ کی کلاس میں داخل ہوئی۔ اسلام و علیکم؛

وا علیکم سلام

اسے لیکچر کے بعد کینیٹین میں بیٹھنے کا کہا اور خود اپنی کلاس کی طرف چلی گئی۔

کلاس کے بعد دونوں کینیٹین میں موجود تھیں رمیشہ نے بیگ سے ٹفن نکالا،

یہ لو، آج آلو والے پراٹھے لائی ہے۔

"سعدیہ نے ہلکی سی ہنسی کے ساتھ کہا، "چھپلی بار بھی یہی تھے۔"

"!ہاں، مگر پچھلی بار تم نے پورا کھا لیا تھا، آج آدھا ہی دوں گی"

دونوں کی ہنسی کینیٹین میں گونج گئی۔ ارد گرد بیٹھی لڑکیاں پلٹ کر دیکھنے لگیں۔

- دن اسی طرح گزرتا رہا۔ کبھی کلاس، کبھی کیفے، کبھی ہمیشہ کی باتیں

سعیدیہ کے انداز میں ایک سکون تھا، اور ہمیشہ کے اندر جیسے کوئی ہمیشہ خوش رہنے والا موسم۔

شام کو واپسی پر ہمیشہ ہمیشہ کی طرح سعیدیہ کے ساتھ واپس گھر آتی اسکا گھر راستے میں ہی پڑتا تھا۔

ہوا میں گرداڑ رہی تھی، گلیوں میں بچوں کے کھیلنے کی آوازیں تھیں۔

اچھا مزے کی بات سن رہی تھی اپنے مخصوص انداز میں گویا ہوتی "کل میری امی کہنے لگیں،

"تم ہر وقت سعیدیہ سعیدیہ ہی کیوں کرتی رہتی ہو؟"

- پھر کیا کہا تم نے؟ "سعیدیہ نے حیرانگی سے پوچھا"

"- میں نے کہا، کیونکہ سعیدیہ کے بغیر ایک دن دل نہیں لگتا"

سعیدیہ نے نظریں گھمائی اور مسکرا دیا۔

"- اچھا ہوتا جو تیرے پاس عقل ہوتی

ہاں، بالکل بہت اچھا ہوتا۔" ہمیشہ نے جواب دیا۔"

اور دونوں مسکرانے لگیں

رکشہ ان کے محلے کے دروازے پر رُکا۔

دونوں نے ایک دوسرے کو خدا حافظ کہا۔

سعیدی نے گھر کے اندر قدم رکھا، تو اماں نے پوچھا،

"بیٹا، ہمیشہ کو بھی ساتھ لے آتی۔"

۔ جی، امی ساتھ تھی مگر گھر چلی گئی"

وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے خاندان جیسی تھیں۔

— دودل، دو الگ مزاج، مگر ایک سا احساس

ساتھ رہنے کا، باتیں بانٹنے کا، اور ہر دن کو آسان بنانے کا۔



... بس یوں ہی چل رہی تھی زندگی

بڑی سیدھی، بڑی پرسکون۔

ابھی کسی کے آنے کا ذکر نہیں تھا۔ NOVEL-E-MEHAR

ابھی کہانی صرف دوستی کی خوشبو میں تھی۔

راولپنڈی کی پوش علاقے میں شاہ کے گھر کا گیٹ آہستہ سے کھلا۔

اندر ایک بڑا سالان تھا— تراشی ہوئی گھاس، سنگ مرمر کی سیڑھیاں،

اور صحن کے بیچوں بیچ رکھا نوارہ۔

احمد ابھی جم سے واپس آیا تھا۔

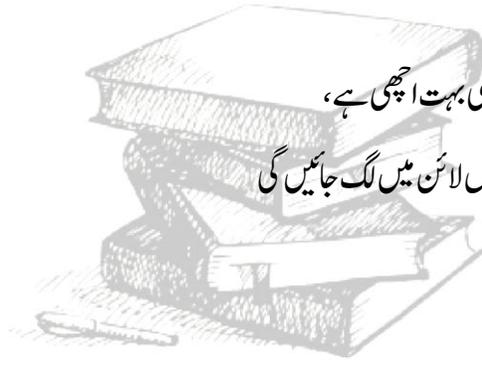
گھر کی ملازمہ نے پانی کا گلاس اس کے سامنے رکھا۔

— پسینے میں بھیگا ہوا چہرہ، بھاری سانسیں، اور ہاتھ میں بندھی بڑکی پٹی

سب بتا رہے تھے کہ وہ اب خود کو بدلنے میں لگا ہے۔

”احمد بیٹا، تم آدھا دن جم میں گزار آتے ہو کبھی آرام بھی کر لیا کرو۔“  
- اندر سے اس کی امی کی آواز آئی— نرمی بھری، مگر تھوڑی فکر مند تھی

”امی، بس تھوڑا وقت لگے گا... شکل سدھارنی ہے، خود کو بھی۔“  
وہ مسکرایا تھا، تو لیبہ سے چہرہ صاف کرتے ہوئے۔



امی نے ہنستے ہوئے کہا، ”شکل تو تمہاری ویسے ہی بہت اچھی ہے،  
”جی امی، ہاں بس ذرا مٹا پاکم ہو جائے تو لڑکیاں لائن میں لگ جائیں گی  
— احمد نے تہقہہ لگایا، مگر نظریں جھکا لیں  
امی، مجھے تو بس خود کے لیے ٹھیک رہنا ہے۔“

## NOVEL-E-MEHAR

وہ اپنے کمرے میں آیا۔

کمرے کی دیواروں پر سادگی تھی

وہ آئینے کے سامنے آکھڑا ہوا

چند لمبے وہ خود کو دیکھتا رہا، رنگ ہوئی تو اسنے فون کان سے لگایا۔

- احمد شیراز شاہ اس پار سے پکارا گیا تھا۔ جی بول رہا ہوں فرمائیے

باہر فضا میں شام کے سائے اترنے لگے۔

— ایک شہر لاہور میں ایک لڑکی اپنی دوست کے لیے چاکلیٹ خرید رہی تھی اور دوسرے شہر راولپنڈی میں ایک لڑکا اپنے دشمن بنانے بیٹھا تھا۔ دونوں کو خبر نہیں تھی کہ وقت نے ان کی زندگیوں کے صفحے ایک ہی کتاب میں جوڑ دیے ہیں۔

کالج کالان ہلکی دھوپ سے چمک رہا تھا۔

جھاڑیوں کے بیچ بیٹھے پرندے چہچہا رہے تھے،

اور گلاب کے پودوں پر تازہ پانی کے قطرے اب بھی چمک رہے تھے۔

سعیدہ درخت کے نیچے اپنی نوٹ بک کھولے بیٹھی تھی۔

رہیشہ ہاتھ میں سمو سے لیے بھاگتی آئی، ہنستی ہوئی، جیسے کوئی چھوٹا سا طوفان ہو۔

”اویئے سعیدی! تم ہر وقت میتھس میں گھسی رہتی ہو، کبھی چل بھی کیا کرو۔“

اس نے پلیٹ اس کے سامنے رکھی۔

”سعیدہ نے سراٹھایا، وہ مسکرائی تھی، ہاں ہو گیا بس یہ اسائنمنٹ کل جمع کرانی ہے نا۔“

اسائنمنٹ ہے... یا سزا؟ ”رہیشہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔“ یار، زندگی میں کبھی تو سنجیدگی“

لاؤ سعیدہ آہستہ سے بولی، میری سنجیدگی میری پنٹینگ میں ہے بس۔

تمہارے جیسی سنجیدگی آئی تو شاید مجھے بھی میتھ کر کے پاگل ہونا پڑے،

رہیشہ کا پھر سے ویسا جواب۔

دونوں ہنسنے لگیں۔

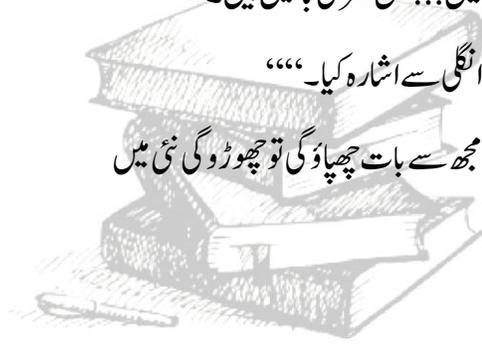
”سادیہ نے مسکراہٹ دبائی، “تم ہر بات کو فلمی کیوں بنا دیتی ہو؟

کیونکہ زندگی خود ایک فلم ہے، اور میں اُس کی شوخ ہیروائن! ”رمیشہ نے بال جھٹکتے ہوئے کہا۔“  
”پھر سنجیدہ ہوتے ہوئے بولی، “ویسے تم کچھ دنوں سے بہت چپ چپ ہو۔ کوئی بات ہے کیا؟

”سعدیہ نے نگاہیں نیچے کر لیں۔“ نہیں، کچھ نہیں... بس گھر کی باتیں ہیں۔

ہاں وہی پرانی لائن، گھر کی باتیں۔ ”رمیشہ نے انگلی سے اشارہ کیا۔“

”!۔ میں تمہاری بیسٹ فرینڈ ہوں، یاد رکھنا۔ مجھ سے بات چھپاؤ گی تو چھوڑو گی نئی میں



— سادیہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا

”تم میری زندگی کی سب سے قیمتی چیز ہو، ریشہ۔“

”رمیشہ نے شرارتی انداز میں کہا، “بس اب رُلادو، تمہارے یہ جملے دل چھو لیتے ہیں۔

دونوں کے درمیان ہنسی چھا گئی۔

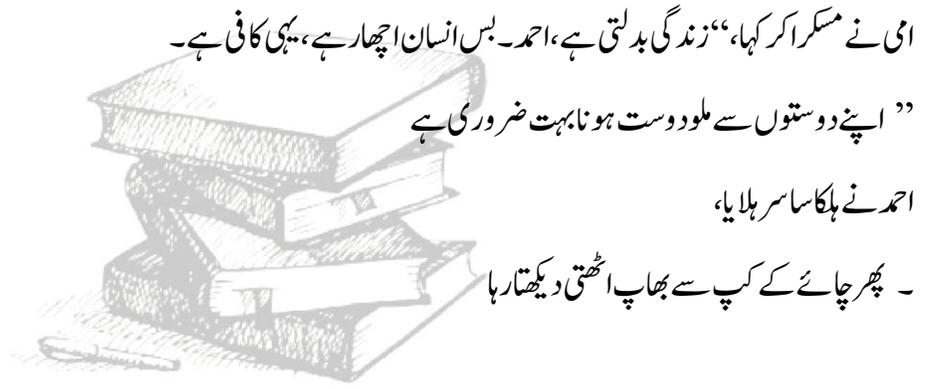
— گاڑن کے ایک کونے میں ہوانے سادیہ کا دوپٹہ اڑا دیا، ریشہ نے پکڑ کر دیا

”سنجھال کے رکھو، لاہور کی ہوا کبھی کبھی بہت تیز ہو جاتی ہے۔“

اور کبھی کبھی بہت خوبصورت بھی... ”سعدیہ نے آہستہ سے کہا۔“

راولپنڈی میں احمد شاہ لان کی جھولنے والی کرسی پر بیٹھا اپنی ماں کی باتیں سن رہا تھا۔  
 ”شاہ بیگم بول رہی تھی،“ کل تمہاری آپی کے سسرال والے آرہے ہیں، ذرا وقت پر گھر ہونا۔  
 ”جی امی، میں شام تک واپس آ جاؤں گا“

”امی نے چائے رکھتے ہوئے پوچھا،“ تمہارے دوست کہاں ہیں آج کل؟  
 ”احمد نے ہلکا سا شانہ اچکایا،“ بس سب مصروف ہیں... شام آئے گا کل اور مانی کا کوئی پتا نہیں



NOVEL-E-MEHAR باہر فضا میں شام کے سائے اترنے لگے۔

— ایک شہر لاہور میں ایک لڑکی اپنی دوست کے لیے چاکلیٹس خرید رہی تھی  
 اور دوسرے شہر راولپنڈی میں ایک لڑکا جم کے بعد اپنے خواب سنوارنے بیٹھا تھا۔  
 دونوں کو خبر نہیں تھی کہ وقت نے اُن کی زندگیوں کے صفحے ایک ہی کتاب میں جوڑ دیے

احمد سیڑھیاں چڑھتا ہوا

اوپر آیا۔ اریحہ اپنے کمرے  
میں ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے  
بیٹھی کان کے جھمکے بند کر رہی تھی۔

احمد نے دروازے پر ہلکی سی

- دستک دی۔ آجاؤ احمد

آپ کو پتا کیسے چل جاتا وہ ہمیشہ کی طرح حیرانگی

سے بولا اور اریحہ ہمیشہ کی

طرح جواب میں مسکرا دی

- امی بلا رہی ہیں آپکو،

”کہہ رہی ہیں، مہمان پہنچنے والے ہیں۔



اریحہ نے آئینے سے نظریں ہٹائے

بغیر پوچھا،

”کتنے بجے کہہ رہے تھے آنے کا؟“

... کہا تو تھا چارجے

مگر آپکو پتا ہے، امی کو ہر

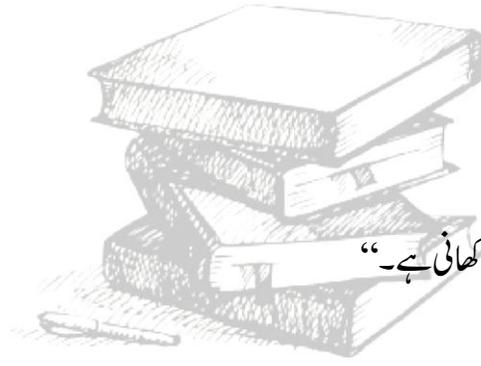
”چیز آدھا گھنٹا پہلے چاہیے۔

”اریحہ ہنس پڑی۔“ امی کو نہیں، امی کے مہمانوں کو چاہیے۔

فرق؟ ”احمد نے کندھے اُچکائے۔“

امی کو خوشی تبھی ہوتی ہے“  
جب سب اُن کے حساب سے چلیں،  
” احمد آنکھ دباتے ہوئے بولا

دونوں ہنس دیے۔



اریحہ نے دوپٹہ درست کیا،

”کیسی لگ رہی ہوں؟“

”ٹھیک لگ رہی ہو۔“

”بس ٹھیک؟“

ہاں، کیونکہ آج آپکو خوبصورتی نہیں، سنجیدگی دکھانی ہے۔“

”آج تاریخ طے ہونی ہے، ماڈلنگ نہیں۔“

NOVEL-E-MEHAR واہ، بڑی نصیحتیں دے رہے ہو،“

”خود کب سنجیدہ ہو گے؟“

”جب آپ رخصت ہو جاؤ گی۔“

اریحہ نے اس جملے پر

ہلکا سا توقف کیا، مگر مسکرا کر رہ گئی۔

نیچے مہوش شاہ اور

شیراز شاہ مہمانوں کے

استقبال میں مصروف تھیں۔  
چائے کی خوشبو پورے گھر میں پھیل رہی تھی۔  
احمد اور اریحہ سیڑھیاں اتر کر نیچے آئے۔

”امی، کچھ ہاتھ بٹاؤں؟“

احمد نے پوچھا۔

مہوش بیگم نے ہنستے ہوئے کہا،  
”نہیں بیٹا، تم صرف مسکراہٹ“  
بکھیرنے کا کام کرو، باقی  
”سب مینج ہو جائے گا۔“



NOVEL-E-MEHAR

بیگم مہمان آگئے شیراز شاہ  
نے آگے بڑھتے ہوئے کہا،  
سامنے لڑکے کی فیملی  
لاؤنج میں داخل ہوئی تھی  
شان سے، مسکراہٹ کے —  
ساتھ قریشی خاندان کی آمد ہوئی تھی  
شیراز صاحب نے سلام کیا۔  
اور بیٹھنے کا اشارہ کیا سب لائونج میں پرے صوفوں پر براجمان ہو گئے تھے  
، اریحہ نے سب کو زبانی سلام کیا

”ماشاء اللہ، بہت پیاری لگ رہی ہے ہماری بہو۔“

شکریہ آئی... ”وہ دھیرے سے بولی۔“

چائے سرو ہوئی، اور گفتگو شروع ہوئی۔

کچھ دیر رسمی باتوں کے بعد،

، لڑکے کے والد رحمان قریشی بولے

”چلیں اب تاریخ بھی طے کر دی جائے۔ اس مہینے کی پندرہ کیسی رہے گی؟“



سے مشاورت کے بعد احمد مہوش بیگم نے شیراز شاہ

کی طرف دیکھا، پھر دھیرے سے کہا،

”پندرہ بالکل مناسب ہے۔“

## NOVEL-E-MEHAR

”تو پھر طے رہی؟“

”جی، ان شاء اللہ۔“

کمرے میں ہلکی سی

خاموشی کے بعد خوشی کی فضا پھیل گئی۔

اریحہ نے نظریں نیچی کر لیں،

احمد نے امی کی آنکھوں میں

چمک دیکھی تھی۔ شاہمیر نے اٹھ

کر اپنی بھابھی کو

مبارک پیش کی جس پر

اریجہ مسکرا دی وہ اریجہ

کا اکلوتا دیور تھا کھانا

اور کچھ روایتی باتوں کے

- بعد مہمان واپس روانہ ہوئے

احمد لان میں بیٹھا تھا



اسکے پاس سب تیاری کرنے کے لیے 15 دن تھے

- اس کو انہیں دنوں میں سب کرنا تھا

ایک ہفتہ گزر گیا تھا شادی کی تیاری عروج پر تھی

شادی میں باقی صرف

## NOVEL-E-MEHAR

ایک ہفتہ بچا تھا احمد نے

سب کام اکیلے سنبھال لیے

تھے کارڈ بن کر

بیچھے جا چکے تھے آج وہ

- اریجہ کو دلہن والا جوڑا دلوانے جا رہا تھا

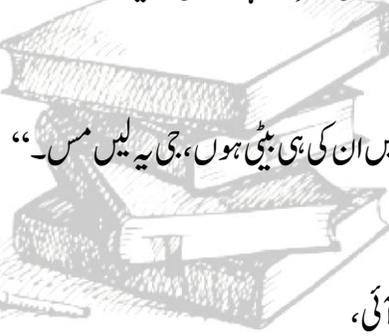
یہ لاہور کی ایک دھوپ

بھری صبح تھی۔

ساد یہ صحن میں اماں کے  
ساتھ چائے پی رہی تھی۔ سامنے چ  
شمس صاحب اخبار پڑھ رہے تھے،  
اور چڑیاں دیوار پر بیٹھ کر چچہا رہی تھیں۔

اماں نے چائے کا کپ رکھتے ہوئے کہا،  
”بیٹا، ذرا دروازہ دیکھو، کون آیا ہے۔“

۔ سعدیہ اٹھ کر، گیٹ کی طرف گئی۔ باہر ایک شخص کھڑا تھا، ہاتھ میں سفید لفافہ تھا



شمس حسین کے لیے پوسٹ ہے۔ ”جی دیجیے میں ان کی ہی بیٹی ہوں، جی یہ لیں مس۔“

سعدیہ نے لفافہ لیا۔ اور دروازہ بند کر اندر چلتی آئی،

اس نے لفافہ کھولا تو اندر ایک نفیس سامیرج کارڈ تھا اس پر سنہری حروف میں لکھا تھا  
اریجہ شاہ ویڈز علی قریشی۔

ساد یہ کی آنکھیں چند لمحے لفظوں پر ٹکی رہ گئیں۔

”امی...“ وہ اندر آئی، ”امی دیکھیں، کسی اریجہ شاہ کی شادی کا کارڈ آیا ہے۔“

شازیہ بیگم نے حیران ہو کر پوچھا،

”واقعی؟ کب کی تاریخ ہے؟“

ساد یہ نے کارڈ کھولا،

”۔ پندرہ دن بعد کی ایڈریس راولپنڈی میں ہے“

اماں کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی۔

اللہ نصیب اچھا کرے۔ مگر امی یہ ہے کون؟ سعد یہ نے تجسس سے پوچھا،

ارے یہ مہوش کی بیٹی ہے، کون وہ پھپھو مہوش جو آپ کی شادی پر آئیں تھیں ہاں جی بیٹا جی

اب تو جانا ہی پڑے گا نامی کیونکہ وہ بھی آئی تھیں۔

”ہاں جانا تو پڑے گا شام میں کرتے بات اس بارے میں۔

سعد یہ ہلکی سی حیرانی سے بولی،

”...امی، راولپنڈی کبھی نہیں گئی میں“

”اب پہلی بار جانا ہے، اچھا ہے لاہور سے باہر جانا بھی ہو جائے گا۔“



NOVEL-E-MEHAR اماں نے کارڈ میز پر رکھا، اور چائے کی پیالی دوبارہ ہاتھ میں لی۔

”کپڑے تیار کرنے ہوں گے۔ تم بھی سوٹ بنوالو،“

سعد یہ نے سر ہلایا، مگر چپ رہی۔

کارڈ کے سنہری حروف اب بھی اس کی آنکھوں کے سامنے چمک رہے تھے۔

---

راولپنڈی — شاہ والا

وسیع لان میں ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ ہر طرف ریشمی پردے، تازہ پھول اور مصروف ملازم۔  
اریحہ اپنے کمرے میں آئینے کے سامنے کھڑی کان کے جھمکے بدل رہی تھی۔  
احمد اندر آیا، مسکرا کر بولا،

”امی کہہ رہی ہیں جلدی چلو۔ آپ ابھی تک یہی تیار یاں؟“

”یہ جھمکے میرے ساتھ بات نہیں کرتے، سیدھے لٹکنے کو تیار نہیں۔“  
احمد نے ہنستے ہوئے کہا،  
”جھمکوں کا قصور نہیں، آپ کی ہی ضد ہے۔“  
”اچھا نا احمد، اب نہ چھیڑو، ورنہ امی کہہ دیں گی دیر تمہاری وجہ سے ہوئی۔“

”احمد نے انگلی اٹھائی،“ امی نے تو پہلے ہی کہہ دیا ہے۔“  
”تو پھر چلیں، اب بحث کا فائدہ؟“

دونوں نیچے آئے، جہاں مہوش بیگم گاڑی کے پاس کھڑی تھیں۔

”احمد، گاڑی نکالو جلدی علی وہاں بوتیک میں انتظار کر رہا ہے۔“

احمد نے گاڑی نکالی اور دونوں ماں بٹی سوار ہو گئی۔

---

ملینیوم مال — راولپنڈی

اریجہ شوروم کے اندر کھڑی تھی، سامنے ڈیزائنز لہنگوں کی قطار۔  
چمکتی روشنیوں میں وہ ہر رنگ کو غور سے دیکھ رہی تھی۔

یہ والا کیسا لگ رہا ہے؟ ”اُس نے احمد سے پوچھا۔“



”اچھا ہے، مگر تھوڑا زیادہ بھاری۔ آپ کو پسند ہے تو لے لو۔“

”امی کو شاید رنگ بہت گہرا لگے۔“

”امی ہر چیز کو گہرا کہتی ہیں، تم اپنے حساب سے لو۔“

## NOVEL-E-MEHAR

— پیچھے سے آواز آئی

میں بھی یہی کہوں گا، جو دل کہے وہی لے لو۔“

علی کی آواز پر دونوں پلٹے تھے علی نے احمد کو گلے لگا کر سلام کیا

” اور اریجہ کے آگے سر خم کر سلام کیا اور مسکرا دیا

۔“

سیلز گرل نے پکینگ شروع کر دی۔

علی نے احمد کو متوجہ کیا،  
 ”احمد بھائی، اب آپ کے لیے بھی تیاری ہونی چاہیے، بہن کی شادی ہے آخر۔“  
 احمد نے کندھے اُچکائے،  
 ”میری تیاری تو تب ہوگی جب پر سکون ہوگا۔ ابھی روز ایک نئی لسٹ آجاتی ہے۔“  
 سب ہنس پڑے۔

خریداری ختم ہوئی تو وہ لوگ پارکنگ کی طرف آئے۔  
 ہو امیں شام کی ختنکی بڑھ چکی تھی۔  
 اریچہ خاموش کھڑی آسمان دیکھ رہی تھی۔



احمد نے پوچھا، ”کیا سوچ رہی ہو؟“ بس یہی  
 میری شادی ہے اسکی بے تکی بات پر سب ہنس پڑے...

چلیں خدا حافظ میں جا رہا ہوں علی اپنی گاڑی کی طرف مڑا۔  
 NOVEL-E-MEHAR

کافی دیر سے وہ لان میں فوارے کے قریب بیٹھا تھا۔

— اچانک پیچھے سے آواز آئی

”تم کچھ کہو گے نہیں؟“

اریچہ آپی وہ مڑا، اسکے دوپٹے کا پلو ہوا میں اڑ رہا تھا۔

کیا کہوں؟” احمد نے مسکرا کر دیکھا۔“

”میری شادی طے ہو گئی ہے، مجھے پتا ہے رہوں۔ اور تم خاموش کیوں بیٹھے ہو۔“

”کیا کہوں... آپ چلی جاؤ گی تو میں اکیلا ہو جاؤں گا، بس یہی سوچ رہا تھا۔ خیر چھوڑو آپ بتاؤ خوش ہو؟“

”ہاں... مگر تھوڑا سا ڈر بھی لگ رہا ہے۔“

”... کیوں؟“ پتا نہیں

کچھ نہیں ہو گا علی بہت اچھا ہے

۔، اریحہ نے دھیرے سے کہا، ممم وہ تو ہے



ہو اکا جھونکا آیا، دونوں چند لمحے چپ رہے تھے۔

احمد یہ سب کب چھو رو گے۔۔۔ کیا رہوں وہ سنجیدہ تھا۔

تمہیں پتا ہے اچھے سے میں کیا بول رہی ہوں،

جب تک حقیقت کا پتا نا چلے وہ اٹھ کھڑا ہوا،

یہ تمہارا مسئلہ تو نہیں ہے نا وہ بھی کھڑی ہو گی۔

ہاں مگر جنکا ہے وہ میرے ہیں، "اور یاروں کے سہارے یار ہی ہوتے ہیں"۔

مگر کب تک تلاش کرو گے۔ جب تک ملے نا۔

پھر احمد نے آہستہ سے کہا چلو آؤ ڈرنٹا تم ہے۔

اندر چلیں دونوں نے ہاتھ تھامے اور اندر کی طرف رخ کیا۔

اریحہ اپنی زندگی کی نئی شروعات کے انتظار میں تھی،

اور اس کے ساتھ ساتھ احمد کی کہانی میں بھی دلچسپ موڑ انتظار میں تھا۔

"!کیا!!!!!!"

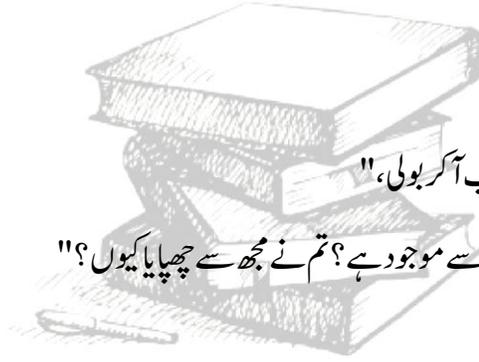
رمیشہ کی چیخ ہال میں گونجی۔

موبائل پر چلتی انگلیاں جیسے کرنٹ کھا کر رکی تھیں۔

رمیشہ کی چیخ پروہاں موجود ہر کسی کی نظریں ان کی طرف اٹھیں۔

:سعدیہ نے جلدی سے انگلی ہونٹوں پر رکھ کر کہا

"!آہستہ... سب دیکھ رہے ہیں"



تو پھر کیا ہوا! "رمیشہ نے کرسی کھسکائی اور قریب آ کر بولی،"

"یہ راولپنڈی کدھر سے آگئی؟ آئی نہیں ہمیشہ سے موجود ہے؟ تم نے مجھ سے چھپایا کیوں؟"

NOVEL-E-MEHAR

:سعدیہ نے کتاب بند کرتے ہوئے دھیرے سے کہا

چھپایا نہیں، بس موقع نہیں ملا ویسے بھی میں بھی پہلی دفع ہی جا رہی ہوں۔"

"شادی ہے، امی نے کہا ہے کہ سب چلیں گے۔"

"کس کی شادی؟"

"ابو کی کسی کزن کی بیٹی کی... اریجہ شاید۔"

"اوہ، تو مطلب تمہاری پھوپھو کی بیٹی؟"

"ہاں۔"

رمیشہ نے سانس بھرا،

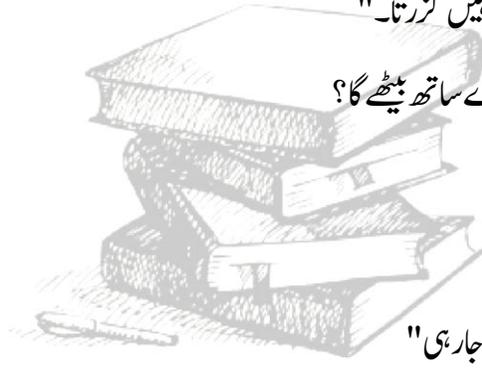
"چاردن کے لیے جارہی ہونا؟"

"ہاں، شاید پانچ بھی لگ جائیں۔"

پانچ دن!" ریشہ نے ڈرامائی انداز میں سر پکڑ لیا،

تمہیں اندازہ ہے، تمہارے بغیر میرا ایک دن نہیں گزرتا۔"

"کالج میں کون سے گامیری باتیں؟ کون میرے ساتھ بیٹھے گا؟"



: سعدیہ نے ہنستے ہوئے کہا

"! چاردن کے لیے جارہی ہوں، پردیس نہیں جارہی"

## NOVEL-E-MEHAR

میرے لیے تو یہی ہے پردیس!" ریشہ نے روٹھے لہجے میں کہا اور اٹھ کر چلی گئی۔"

سنو تو سہی میری بات!" سعدیہ نے غصے سے جاتی ریشہ کو آواز دی۔"

"نہیں سننی مجھے تمہاری بات، تم جاؤ اور اولپنڈی! دیکھو شادیاں ہم آپ کے ہیں کون؟"

اچھانا میری بات تو سنو، چاردن کی تو بات ہے۔" سعدیہ نے اس کا بازو پکڑ کر روکتے ہوئے کہا۔"

چاردن تو ہے ہی مگر میں اکیلی کیا کروں گی ادھر؟" ریشہ نے بیچارگی سے کہا۔"

ہم بات کریں گے روز، پرومیں! "سعدیہ نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔"

"!اچھا چل ٹھیک ہے، میری بھی ایک شرط ہے"

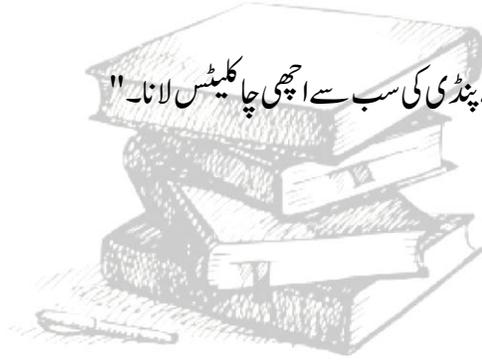
وہ واپس آ کر بیٹھ گئی اور سعدیہ کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

.....

: پھر فوراً مسکرا کر بولی

"!اچھا سنو، میری شرط ہے واپسی پر میرے لیے پنڈی کی سب سے اچھی چاکلیٹس لانا۔"

"!اوکے ڈن میری پرنس"



دونوں کی ہنسی کلاس میں گونج اٹھی۔

## NOVEL-E-MEHAR

لیکچر کی گھنٹی بجی تھی اور ہمیشہ کو کلاس جانا تھا۔

وہ سعدیہ سے ایک کلاس پیچھے تھی یعنی وہ اس کی جونیئر تھی۔

: ہمیشہ اٹھی اور بیگ پکڑا، اور جاتے جاتے بولی

"!میں تم سے بات بند نہیں کروں گی! تمہیں ہر روز میج کروں گی—چاہے تم جواب دو یا نہ دو"

: سعدیہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا

"پتہ ہے، تم ایک دن کی بھی خاموشی برداشت نہیں کر سکتیں۔"  
 بالکل نہیں!" رمیشہ نے آنکھ ماری اور کلاس کی طرف چلی گئی۔"

— سعدیہ نے کتابیں سمیٹیں۔ اس کے دل کے اندر کوئی چھوٹا سا احساس جاگا تھا  
 شاید دوست کی جدائی کا، یا شاید نئے شہر کے انتظار کا۔



"پیکنگ ہو گئی امی۔"

"اچھا کیا بیٹا، صبح خیر سے جلدی نکلتا ہے۔"

"جی امی، ان شاء اللہ۔ آپ سو جائیں اب، میں بھی سونے جا رہی ہوں۔"

## NOVEL-E-MEHAR

"شاہمیر بھائی! آپ کو علی بھائی بلارہے ہیں"

دس سالہ نایاب قریشی نے آکر شاہمیر کو پیغام دیا تھا۔

ہممم، میں جا رہا ہوں ادھر ہی۔ "شاہمیر اٹھا اور موبائل پر انگلیاں چلاتا علی کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔"

دروازے پر دستک ہوئی۔

آجاؤ! "اندر سے اجازت دی گئی تھی۔"

شاہمیر آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا کمرے میں داخل ہوا۔

علی لیپ ٹاپ میں مصروف تھا۔ شاہمیر کو دیکھ کر لیپ ٹاپ بند کیا اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

آؤ بھئی جوان، بیٹھو! "علی نے نرمی سے کہا۔"

شاہمیر اس کے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"جی بھائی، کوئی کام تھا کیا؟"

"ہاں یار، کل اریجہ کی ابٹن ہے۔"

"مجھے پتہ ہے بھائی۔ ہاں تو؟"

"اگر تم آج جاؤ تو کچھ چیزیں ہیں، یہ لے جانا۔"

"! تو سیدھا بولیں نا، کہ اپنی بھابھی کو میرے گفٹس پکڑانے ہیں"

شاہمیر نے شرارت سے آنکھ دباتے ہوئے کہا۔

## NOVEL-E-MEHAR

علی اس کی بات پر محض مسکرایا تھا اور صوفے پر رکھے بیگ کی طرف اشارہ کیا۔

"وہ لے جانا، اب جاؤ۔ میں ضروری کام کر رہا ہوں۔"

ایسے کیسے بھائی؟ مجھے کیا ملے گا؟" شاہمیر نے آنکھیں مٹکاتے ہوئے کہا۔"

علی نے اس کے لالچ پر آنکھیں گمائیں۔

"! ٹرانسفر کردوں گا تمہارے اکاؤنٹ میں، لالچی انسان! جاؤ اب"

"! شکریہ شکریہ شکریہ"

شاہمیر بیگ اٹھاتے ہوئے بولا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

---

وہ صبح پانچ بجے سے سفر پر تھے۔ دوپہر کے بارہ بجنے کو تھے۔



"امی، کتنا سفر باقی ہے؟"

سعیدیہ نے جھنجھلا کر پوچھا۔

بیٹا، بس آدھا گھنٹہ اور۔ "شمس صاحب نے بیٹی کو دیکھ کر کہا۔"

سڑک کے دونوں طرف عمارتوں کے رنگ بدلنے لگے تھے۔

گاڑی جیسے ہی راولپنڈی کی حدود میں داخل ہوئی،

ہوا میں وہ خاص سی تازگی گھل گئی جو پہاڑوں کے قریب آکر محسوس ہوتی ہے۔

راستے کے کنارے دکانوں کے بورڈ چمک رہے تھے، کہیں مٹھائیوں کی خوشبو تھی،

کہیں بیکری سے نکلتی گرم روٹیوں کی بھاپ اڑتی دکھائی دے رہی تھی۔

سعیدیہ نے کھڑکی سے باہر دیکھا اور منظر دیکھ کر مسکرا اٹھی۔

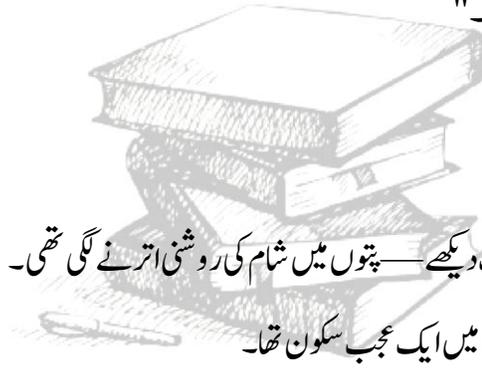
ہر موڑ، ہر سڑک جیسے نئے شہر کی کہانی سنارہی تھی۔

— گاڑی کے شیشے پر اس کی سانس کی بھاپ ہلکا سا دھندلا پن بنا رہی تھی

اس نے انگلی سے اس پر چھوٹی سی مسکراہٹ بنائی اور دھیرے سے کہا  
 "...امی، یہ شہر تو لاہور سے بہت مختلف ہے"

امی نے آگے بیٹھے بیٹھے مسکرا کر کہا

"ہاں بیٹا، یہ شہر الگ ہی مزاج رکھتا ہے۔ یہاں پہاڑوں کی ہریالی اور قدرتی مناظر دل کو سکون دیتے ہیں۔"  
 ریلوے سٹیشن پر بڑی ہلچل تھی، ہاں آگئی گاڑی آؤ، جی ابو چلیں۔  
 امی میں تو تھک گئی ہوں سعدیہ نے موبائل چیک کرتے ہوئے کہا،  
 "اسی روڈ سے آگے شاہ ہاؤس کا راستہ ملے گا۔"



میاں شمس الدین نے ڈرائیور کو راستہ بتایا۔  
 گاڑی روڈت ذرا گھسنی ہو گئی۔

سعدیہ نے سڑک کے کنارے گزرتے درخت دیکھے — پتوں میں شام کی روشنی اترنے لگی تھی۔  
 دور پہاڑیوں کے سائے پھیل رہے تھے اور فضا میں ایک عجب سکون تھا۔

## NOVEL-E-MEHAR

"لو بیٹا، تھوڑا پانی پی لو۔ سفر لمبا ہو گیا نا؟"

سعدیہ نے بوتل لی اور ہلکے گھونٹ لیے۔

"بس، میں تو تھوڑا سا تھک گئی ہوں۔"

"کوئی ناپیٹا۔"

سعدیہ نے گاڑی آہستہ ہوتے دیکھی تو بولی

"امی، لگتا ہے پہنچ گئے۔"

گاڑی موڑی—سامنے ایک کشادہ سڑک تھی جس کے آخر میں اونچی دیواریں نظر آرہی تھیں۔  
دیواروں پر چڑھے بیل بوٹے اور پھول جیسے کسی بڑے بنگلے کا پتہ دے رہے تھے۔

دروازے پر سیکیورٹی گارڈ کھڑا تھا۔

شمس صاحب نے شیشہ نیچے کیا۔

"السلام علیکم، ہم لاہور سے آئے ہیں—مسٹر شاہ کے مہمان۔"



گارڈ مسکرایا اور دروازہ کھول دیا۔

بڑا آہنی گیٹ چرچراتے ہوئے کھلا، اور گاڑی اندر داخل ہوئی۔

— اندر کا منظر جیسے کسی خواب کا ٹکڑا ہو

NOVEL-E-MEHAR لمبالان، درمیان میں فوارہ،

دونوں اطراف پھولوں کی قطاریں،

اور دور سامنے، سفید و خاکی رنگ میں ڈوباشاہ ہاؤس پوری شان سے ایستادہ۔

دھوپ کی آخری کرنیں عمارت کے شیشوں سے ٹکرا کر چمک رہی تھیں۔

— گاڑی ہلکے سے رکی۔ سعدیہ نے کھڑکی سے باہر جھانکا

سیڑھیوں پر دو ملازمین کھڑی تھیں، اور دروازے پر ایک باوقار خاتون خود استقبال کے لیے موجود تھیں۔

: سعدیہ نے دھیرے سے کہا

"یہ یقیناً پھوپھو ہوں گی۔"

— اس کے دل کی دھڑکن ذرا تیز ہوئی تھی

شاید نئے لوگوں، نئے چہروں اور نئے شہر کے احساس کی وجہ سے۔

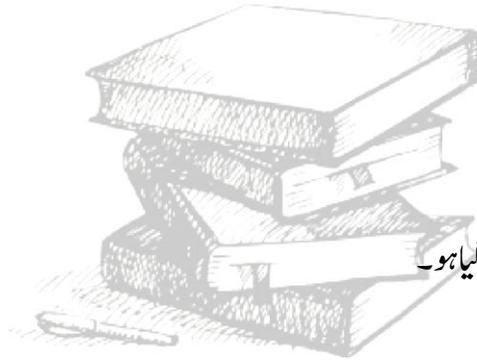
گاڑی کے دروازے کھلے۔

نوارے کی بوندوں نے ہوا میں نمی گھولی۔

— سعدیہ نے دھیرے سے قدم رکھا

سامنے شاہ ہاؤس تھا،

اور لگتا تھا جیسے شہر کا شور گیٹ کے باہر ہی رک گیا ہو۔



NOVEL-E-MEHAR "السلام علیکم!" شمس صاحب کی آواز نرم فضا میں گونجی۔"

: دروازے کے اندر سے مانوس سی آواز ابھری

"!و علیکم السلام... میرے بھائی"

سیڑھیوں سے مہوش شاہ تیز قدموں سے نیچے اتریں۔

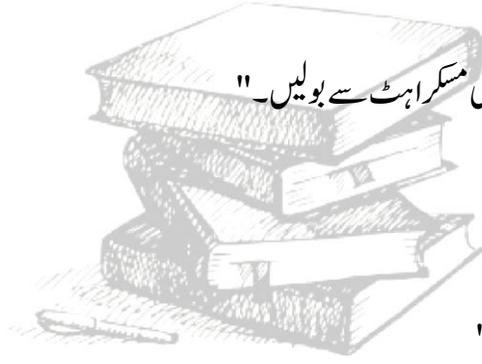
ان کے چہرے پر چمک، آنکھوں میں خوشی تھی — جیسے برسوں بعد کوئی اپنا سامنے آیا ہو۔

شمس! "وہ آگے بڑھیں اور بھائی کے گلے لگ گئیں۔"  
 "... کتنے سال ہو گئے تمہیں دیکھے ہوئے"

:شمس الدین نے مسکراتے ہوئے کہا  
 "تم تو اپنی دنیا میں اتنی مصروف ہو کہ لاہور والوں کو یاد ہی کہاں رکھتی ہو"

:مہوش نے پیچھے ہٹ کر اپنی بھابھی کو گلے لگایا  
 "کیسی ہیں آپ، نجمہ؟"

میں بالکل ٹھیک، آپ کیسی ہیں؟ "نجمہ بیگم بھی مسکراہٹ سے بولیں۔"



:مہوش شاہ کی نظر اسی دوران سعدیہ پر پڑی  
 "ارے، یہ تو بالکل تمہاری کاپی لگ رہی ہے"

## NOVEL-E-MEHAR

:سعدیہ نے ادب سے سلام کیا

"!السلام علیکم پھو پھو"

:مہوش نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا

"!واہ میری بھانجی! ماشاء اللہ، کتنی پیاری لگ رہی ہو۔ آؤ اندر آؤ سب"

وہ سب لان سے گزرتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

ہال میں ٹھنڈی خوشبو پھیلی تھی،

شیشے کا فانوس چھت سے لٹک رہا تھا اور سنگ مرمر کے فرش پر اس کی روشنی جھلک رہی تھی۔

"آؤ بیٹھو، سب خیریت ہے؟"

اللہ پاک کا کرم ہے، بہن۔ "شمس صاحب نے مسکرا کر جواب دیا۔"

بچے نظر نہیں آرہے؟ "نجمہ نے پوچھا۔"

"جی، ادھر ہی تیاریاں کرنے میں لگے ہیں۔"

: مہوش نے ملازم سے کہا

"اریحہ اوپر ہے، اسے بلا لائیں۔"



"!گھر تو جنت بن گیا ہے تمہارا، مہوش"

: مہوش نے ہنس کر کہا

ارے بھائی، سب اریحہ کا کمال ہے۔ "NOVEL-E-MEHAR"

اسے ایسے ڈیزائن اور ڈیکوریشن کا کافی شوق ہے۔

اب تم لوگ آئے ہو تو لگتا ہے میرا بھی کوئی ہے۔

"امی ابو کے بعد تم ہی بچے ہو میرے، اپنا تو بھائی ہے نہیں کوئی۔"

اس بات پر مہوش کی آنکھوں میں آنسو ابھرے تھے مگر وہ چھپا گئیں۔

— سعدیہ خاموش بیٹھی ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھی

یہ گھر صرف محل نہیں تھا، یہ محبتوں اور یادوں سے بنا ایک خوبصورت دائرہ لگ رہا تھا۔

اوپر سیڑھیوں پر سے قدموں کی چاپ سنائی دی۔  
 — ایک نرم چہرے والی خوبصورت لڑکی نیچے آرہی تھی  
 ہلکے نیلے جوڑے میں ملبوس، عمدہ شخصیت کی مالک۔  
 "السلام علیکم ماموں جان"

وعلیکم السلام بیٹا! "شمس الدین نے پیار سے کہا۔"



— سعدیہ اور اریحہ کی نظریں ملی تھیں  
 ایک میں جھجک تھی، دوسرے میں شوق،  
 — اور دونوں کے چہروں پر ایک ہی سی چمک  
 جیسے رشتے نے خاموشی سے اپنا پہلا تعارف کروا دیا ہو۔

## NOVEL-E-MEHAR

کیسی ہیں آپ؟" اریحہ نے قریب آکر ماموں کو گلے لگایا۔"  
 میرا بچہ، میں بالکل ٹھیک ہوں۔" شمس صاحب نے اریحہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر پیار سے کہا۔"  
 ماشاء اللہ، بڑی ہو گئی ہماری بچی!" نجمہ بیگم نے اریحہ کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔"

سعدیہ سارا منظر دیکھ رہی تھی۔  
 وہ کبھی پہلے شاہاؤس نہیں آئی تھی،  
 جبکہ اس کے والدین کئی بار آچکے تھے۔

ملنے کے بعد اریحہ سعدیہ کے ساتھ آکر بیٹھ گئی۔  
سعدیہ نے سلام کیا اور ہچکچاتے ہوئے تعارف دیا۔

"کیسی ہو بیوٹی گل"

اریحہ کے اس طرح کہنے پر سعدیہ تھوڑا سا مسکرائی۔  
اس کے بائیں رخسار کا نرم سا ڈمپل ابھرا۔



"میں ٹھیک ہوں، آپ کیسی ہیں؟"  
میں بھی ایک دم فٹ!" اریحہ شرارت سے بولی۔

ملازمہ نے چائے اور کچھ لوازمات پیش کیے۔

NOVEL-E-MEHAR  
سب خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

"!السلام علیکم"

لاؤنج میں داخل ہوتے شاہمیر نے بلند آواز سے کہا۔

"!وعلیکم السلام"

پچھلے سے داخل ہوتے شیراز شاہ نے جواب دیتے ہوئے شاہمیر کے کندھے پر بازو پھیلا یا اور ساتھ چلتے اندر آئے۔

شیراز صاحب جنگی رعب دار شخصیت مقابل کو لا جواب کر دیتی تھی۔

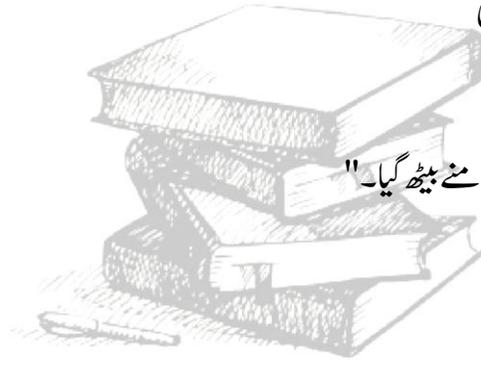
شاہ کو دیکھ کر شمس صاحب کھڑے ہو گئے۔

شیراز شاہ نے ان کو گلے لگایا اور ہاتھ ملایا۔

سعیدیہ اور نجمہ بیگم نے بھی سلام کیا۔

— اس سب کے دوران شاہمیر سنجیدگی سے کھڑا تھا۔

اس کے لیے تینوں چہرے غیر مانوس تھے۔



خاموشی سے کھڑے شاہمیر پر اریحہ کی نظر پڑی

"ارے شامی! تم کب آئے؟ آؤ بیٹھو"

جی، ابھی آیا تھا بھی۔ "وہ سلام کرتا اریحہ کے سامنے بیٹھ گیا۔"

"یہ شاہمیر قریشی ہے، اریحہ کا دیور"

مسز شاہ نے تعارف کروایا۔ NOVEL-E-MEHAR

بڑا ہی پیارا بچہ ہے، ماشاء اللہ۔ اور بیٹے، یہ میرے بھائی ہیں۔"

"میاں شمس الدین، ان کی زوجہ اور بیٹی یہ لاہور کے رہنے والے ہیں۔"

"! السلام علیکم ماموں، السلام علیکم ممانی"

شاہمیر نے سب سے سلام کیا۔

"! وعلیکم السلام، ماشاء اللہ! خوش رہو بیٹے"

شمس الدین صاحب نے پیار سے کہا۔

- اچھا بھابھی یہ بیگ آپکے لیے بھائی نے دیے  
 - یہی دینے آیا ہوں اتنی دور سے  
 - مگر مفت میں بلکل نہیں



شکریہ آپکے بھائی کا"  
 - اریحہ نے نرمی سے کہا  
 - بھابھی یہ نا انصافی ہے  
 لانے والے کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔  
 اس نے شرارت سے اریحہ کی طرف دیکھا۔

## NOVEL-E-MEHAR

شکریہ! آپکا شام،"  
 - اریحہ نے جھک کر شرارت سے کہا  
 "اب دیکھنا پڑے گا کہ اس میں کیا ہے۔"

پتا تو چلے علی بھائی،"  
 "نے کیا بھیجا ہے؟"  
 - شاہمیر نے مسکرا کر کہا  
 "ایسا کیا خاص ہو سکتا ہے اس میں"

اور آپکو پتا شاہ بیگم،  
اس کے لیے بھائی نے  
مجھے پورے پچاس ہزار روپے ادا کیے۔

شام حد ہی کر دی تم نے اتنا،  
معاوضہ کون لیتا ہے؟



، وہ بھی چھوٹے سے کام کا،  
شاہ بیگم مصنوعی خفگی سے بولی،  
کیا کریں وہ مان گئے ہم نے لے لیے۔

۔ اسکی اس بات پر سب ہنس پڑے

۔ ماشاء اللہ بہت اچھے بچے ہیں "NOVEL-E-MEHAR"

بہت خیال رکھنے والا ہے علی

شاہ صاحب نے مسکرا کر کہا۔

اریجہ نے بیگ کو احتیاط سے ملازمہ کو پکڑاتے ہوئے کہا

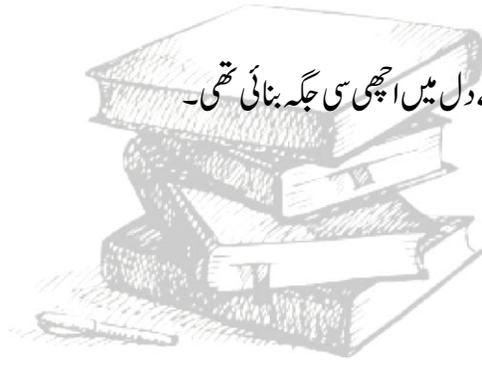
"یہ اوپر رکھو ادو۔"

— اب کمرے میں ہلکی سی چہل پہل تھی

گفتگو کبھی لاہور پر جاتی،  
کبھی راولپنڈی کی ہوا پر۔

سعیدیہ خاموشی سے بیٹھی  
سب کو سن رہی تھی۔

وہ اریحہ کو دیکھ رہی تھی جو ہر بات پر ہنستی،  
کبھی امی کو چھیڑتی، کبھی شاہمیر کو تنبیہ کرتی



اس کی خود اعتمادی اور نرم مزاجی نے سعیدیہ کے دل میں اچھی سی جگہ بنائی تھی۔

"تم کچھ بول کیوں نہیں رہیں سعیدیہ؟"  
اریحہ نے اچانک پوچھا۔

## NOVEL-E-MEHAR

میں؟" وہ چونکی۔

"بس ایسے ہی... آپ سب کی باتیں سن رہی ہوں، اچھا لگ رہا ہے۔"

"! پھر تو تمہیں لاہور واپس نہیں جانا چاہیے"

اریحہ نے شرارت سے کہا۔

- جانا تو پڑے گا

سعیدیہ نے آہستگی سے کہا۔

"ارے کیوں نہیں تم رک جاؤ، یہ گھر تمہارا ہی ہے۔"

مہوش بیگم نے محبت سے جواب دیا۔

اسی وقت دروازے پر آہٹ ہوئی۔

— ایک نوجوان اندر داخل ہوا

اونچا قد، صاف چہرہ،

آستینیں چڑھی ہوئی قمیض،

ہاتھ میں فون اور فائل ایک باکمال پرنسپلٹی۔



"السلام علیکم سب کو۔"

NOVEL-E-MEHAR

"!وعلیکم السلام احمد"

اریحہ فوراً بولی۔

"اتنی دیر لگادی؟ ہم کب سے تمہارا انتظار کر رہے تھے۔"

"ٹریفک زیادہ تھا۔"

اس نے آہستگی سے جواب دیا اور نظریں سب پر دوڑائیں۔

پھر سعدیہ پر آکر کچھ لمحے ٹھہر گئیں۔ "وعلیکم السلام۔" شمس الدین نے جواب دیا

، کیسے ہیں ماموں اس نے میاں شمس الدین کو گلے لگاتے سنجیدگی سے پوچھا

مگر اس کے لہجے میں غیر محسوس سا توقف تھا۔

بیٹھو ناپیٹا، نجمہ بیگم نے سر پر پیار دے کر احمد کو بیٹھنے کا کہا۔

"خوش آمدید"

احمد نے مسکرا کر کہا اور صوفے پر بیٹھ گیا شاہمیر نے فوراً چھٹرنے کے انداز میں کہا:

"!بھائی جان! آپ کی خاص انٹری ہوئی ہے آج جیسے فلم کے ہیرو آتے ہیں" آخر میں

سب ہنس پڑے،

اور احمد نے سر جھٹک کر کہا

"تمہیں تو ہر بات میں مزاح چاہیے۔"



"کیا کروں، آپ کا سنجیدہ چہرہ دیکھ کر دل چاہتا ہے کہ کاش یہ بندہ بھی ہنس پاتا"

شاہمیر نے ہنستے ہوئے کہا۔ NOVEL-E-MEHAR

"بس اب باتوں کو چھوڑو، سب چائے پیو۔"

شاہ بیگم نے کہا۔ چائے کی

بھاپ کے ساتھ ہلکی

سی خوشبو پھیلی تھی

:اریحہ نے سعدیہ کے قریب ہو کر کہا

"کیا تمہیں پنڈی پسند آیا؟"

ہاں، بہت... شہر تھوڑا الگ ہے، مگر پرسکون۔ "سعیدی نے دھیرے سے جواب دیا۔"

دوسری طرف احمد باتوں میں شامل نہیں تھا۔

وہ بظاہر فون دیکھ رہا تھا۔

مگر کبھی کبھی نظر چپکے سے سعیدی پر ٹھہرتی تھی وہ سادہ لباس میں ملبوس تھی۔

سفید رنگت اور حسین،

۔ نقوش کی مالک تھی



NOVEL-E-MEHAR

مسکرانے پر گلابی لبوں کی

بغل میں ابھرتے ڈمپل

کے ساتھ وہ احمد شاہ جیسے

، سنجیدہ انسان کو اپنا

— گرویدہ کر رہی تھی

ایسے جیسے کوئی انجان چہرہ اچانک دل کو مانوس لگ جائے۔

احمد! "شاہ صاحب نے آواز دی۔"

"جی بابا"

"کیا تم ذرا گارڈن کی لائٹس چیک کر سکتے ہو؟ شام کی تقریب ادھر ہے۔"

"جی ابھی جاتا ہوں۔"

— وہ اٹھا تو جاتے جاتے سعدیہ کی طرف نظر ڈالی

بس ایک لمحے کو، پھر چپ چاپ باہر نکل گیا۔

کمرے میں باتوں کا شور پھر سے پھیل گیا



سعدیہ خاموشی سے پاس بیٹھی تھی،

لیکن اس کے چہرے پر ابھی بھی احمد کے جانے کا لمحہ ٹھہرا ہوا تھا۔

— وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کیوں

NOVEL - E MEHAR ایک اجنبی چہرے کی سنجیدگی نے اس کے دل میں اتنا سکون بھرا تھا۔

، رامیشہ گھر کے صحن

۔ میں ٹہل رہی تھی

ابھی ایک دن ہوا تھا اور

اس کا دل نہیں لگ رہا تھا،

سعدی پر و مس کر کے گئی تھی،

- پھر بھی اب تک کال نہیں کی

بتایا بھی نہیں مجھے کے خیریت سے پہنچ گئی۔

رامیشہ خود سے باتیں کرتی ادھر ادھر چکر کاٹ رہی تھی۔

- کیا ہوا تمہیں پریشان لگ رہی ہو رامیشہ کی ماں نے پوچھا تھا

- نہیں امی ایسے ای کچھ نہیں ہوا



- اچھا چلو آجاؤ شام ہو گئی ہے اندر آ جاؤ

- جی امی آپ چلیں میں آہی ہوں

امی کے جانے کے بعد

، اسنے سعدیہ کے نمبر پر

- ٹیکسٹ کیا اور اپنے کمرے کا رخ کر گئی

## NOVEL-E-MEHAR

- سعدیہ ابھی اریجہ کے ساتھ اسکے روم میں آئی ہی تھی

- وہ کمرے کا بغور جائزہ لے رہی تھی

موبائل پر نوٹیفکیشن ہوا تھا،

اور سعدیہ اپنے ہوش میں واپس آئی،

، اسنے موبائل پکڑ کر چیک کیا تو

- رامیشہ کا میسج تھا

لوگ اتنی جلدی بھول جاتے ہیں،

- مجھے پتا نہیں تھا

- اس پر سعدیہ مسکرا دی

اریحہ کی نظر مسکراتی سعدیہ پر پڑی،

اسے اسکی حسین مسکراہٹ پر رشک

- آیا تھا۔ خیریت ایسا کیا دیکھ لیا فون میں

- اریحہ نے شرارت سے پوچھا

جی ایک دوست ہے اسی کا میج تھا

اور یہ دوست ہی ہے یا پھر.... اریحہ نے

- بات آدھی ہی کہی تھی

ارے نہیں یار میری اریحہ،

- بیسٹ فرینڈ ہے رامیشہ

- او اچھا چلو میں چیخ کر لوں



NOVEL-E-MEHAR

- تم بھی چاہو تو فریش ہو جاؤ

- اریحہ نے کپڑے نکالے اور ڈولک کے فنکشن کے لیے ریڈی ہونے چل دی

سعدیہ نے کال ملائی اور فون کان سے لگاتی

- کمرے کے ٹیرس پر جاٹھہری

- تیزی سے چلتی پنسل فون کے بجنے سے رکی تھی

رامیشہ نے رنگ ہوتے فون کو ہاتھ میں لیا،

سکرین پر سعدی کا نام،

دیکھ کر مسکراہٹ نے،

- اسکے لبوں کو چھوا تھا

!اسلام علیکم

- رامیشہ نے کال اٹینڈ کرتے ہی کہا

!واسلام

کیسی اور امیشہ؟

سعیدیہ نے سوال کیا۔

میں کیسی ہو سکتی ہوں آپکے بنا بہت اداس ہوں میں،

تم بتاؤ سفر کیسا رہا؟

خیریت سے پہنچ گئے؟

، اس سے پہلے کے سعیدیہ کچھ جواب دیتی اسکی نظر لان میں بیٹھے

احمد شاہ پر پڑی اور وہی ٹھہر سی گئی وہ اپنی مخصوص

- جگہ پر فوارے کے قریب بیٹھا تھا

- وہ کسی سے فون پر بات کر رہا تھا



NOVEL-E-MEHAR

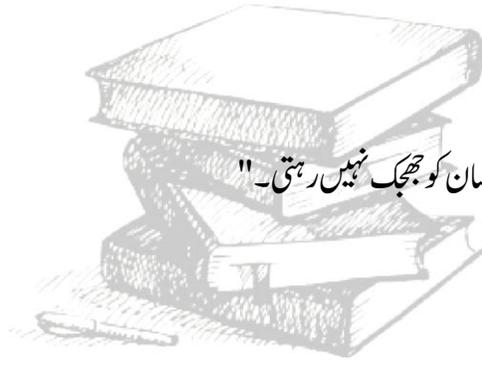
"سب کیسے ہیں؟"

رامیشہ کی آواز میں چہل پہل تھی۔

سعیدہ مسکرائی، نظریں ابھی بھی لان کی طرف تھیں۔

سب بہت اچھے ہیں۔ اریحہ بہت پیاری ہیں، بہت باتونی بھی ہے تمہاری طرح۔"

"انکی امی تو جیسے سب کو اپنا سمجھتی ہیں۔"



"اچھا! تم نے اریحہ سے دوستی کر لی؟"

"ہاں، وہ خود ہی باتوں میں اتنی مخلص ہیں کہ انسان کو جھجک نہیں رہتی۔"

سامنے احمد فون ختم کر کے اٹھا تھا۔

— اس کی نگاہ ایک لمحے کو اوپر پڑی تھی

— اسکی نظریں بالکل سیدھی سعیدہ پر جا ٹھہری تھیں

ایک خاموش لمحہ گزرا، تھا

پھر وہ نظریں موڑ کر اندر چلا گیا۔

سعیدہ نے خود کو پھر بات میں مصروف کر لیا۔

رامیشہ، تمہیں پتا ہے، یہاں آج ڈولک کی محفل ہے۔"

"اریحہ ابھی تیار ہو رہی ہے۔ پورا گھر جیسے روشنیوں میں نہا گیا ہو۔"

"! کاش میں بھی ہوتی تیرے ساتھ"

رامیشہ نے حسرت سے کہا۔

سعیدیہ کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی۔

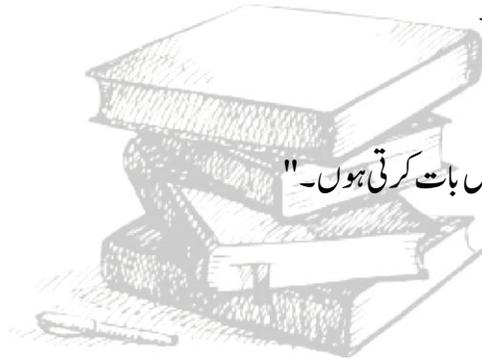
"تم تو نہیں ہو مگر تمہارے جیسا آیا تھا ایک"

۔ تفصیل بعد میں بتاؤں گی

کچھ دیر وہ دونوں معمولی باتوں میں الجھی رہیں۔

پھر سعیدیہ نے آہستگی سے کہا،

"چلو اب رکھتی ہوں، اریچہ بلا رہی ہے۔ بعد میں بات کرتی ہوں۔"



نون رکھتے ہی اس نے سانس لی،

جیسے کہیں دور تک بھٹکا خیال واپس پلٹا ہو۔

اریچہ نے الماری کھولتے ہوئے آواز دی،

سعیدیہ! جلدی آجاؤ، تمہیں بھی تیار ہونا ہے۔"

"امی کہہ رہی تھیں نیچے گیسٹ آرہے ہیں۔"

"آ رہی ہوں۔"

، سعیدیہ نے ہلکی سی پنک فرائک پہنی

آئینے میں اپنے بال کھولے،  
چند لٹیں چہرے پر گرا کر لپ گلوں لگایا۔

اریحہ نے ایک نظر دیکھ کر کہا،  
"واہ، ماشاء اللہ بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔ بس اب چلو۔"

دونوں سیڑھیاں اترتی ہوئی نیچے آئیں۔

لان میں قدم رکھتے ہی روشنیوں کی جھلملاہٹ آنکھوں کو چھو گئی۔

درختوں کے گرد لڑیوں کی بتیاں لپٹی تھیں،

— ہر گوشے سے خوشبو آرہی تھی

جو چائے، عطر، تازہ گلاب کی تھی۔



NOVEL-E-MEHAR بیچوں بیچ ڈولک رکھی تھی،

عورتوں کا ایک حلقہ بنا ہوا تھا۔

کہیں قہقہے گونج رہے تھے، کہیں تالیاں۔

"!کسی نے کہا،" اریحہ آگئی

تو سب نے پلٹ کر دیکھا۔

"آؤ بیٹا، ادھر بیٹھو۔"

شاہ بیگم نے مسکرا کر انہیں پاس بلایا۔

اریحہ اور سعدیہ قریب ہی قالین پر بیٹھ گئیں۔  
 — کسی عورت نے ڈولک پر ہاتھ رکھا  
 اور ایک مانوس دُھن فضا میں گونجنے لگی۔

سعدیہ کے چہرے پر نرمی تھی۔

تم کچھ گاؤنا پلیز اریحہ نے

۔ سعدیہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ لیتے ہوئے کہا

۔ ہم اوکے گاتی ہوں، سعدیہ مسکرائی تھی

ہو امیں گلاب کی خوشبو تھی،

۔ اس خوشبو سے اسے گانا یاد آیا تھا

ڈولک کی دھن نچ رہی تھی سعدیہ کی



..... نرم آواز فضا میں گونجی NOVEL-E-MEHAR

\*.... کہتا ہے پیار میرا، تازہ گلاب لانا۔ ...\*

\* ... میرے واسطے صنم تحفہ تو، ....\*

\*....میری خاطر تو لا جواب لانا۔ ..\*

\* ... لانا سجا کے ڈالی میرے چمن مالی..\*

گانا بولتی سعدیہ کی آواز نے،

احمد کی توجہ

اپنی طرف مبزول کی تھی۔

وہ جو ڈنر لگوار ہاتھا۔

آوازن کر اپنے ہاتھ روک گیا

- تھا۔ اس نے مر کر دیکھا تو سعدیہ ڈولک کے قریب بیٹھی گانا رہی تھی



\* تجھ کو قسم ہے میری ...\*

NOVEL-E-MEHAR

\*.... \*... نا آنا ہاتھ خالی\*

\*... آنکھوں میں بسنے والے\*

\*..... میرے چمن کے مالی\*

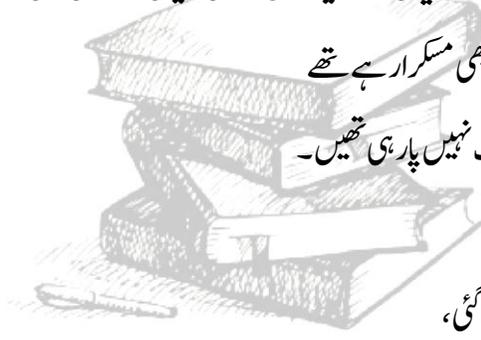
احمد مسلسل اسے دیکھ رہا تھا

جب بغل میں بیٹھی اریحہ کی نظر  
 اپنے بھائی پر پڑھی تو وہ رخ موڑ گیا  
 ہاتھ دو بار اچلنے لگے مگر کان ہنوز  
 - اسی آواز کی دھن میں ڈوبے تھے

محفل اپنی رو میں چلتی رہی،

تالیاں، قمقمے، اور ڈولک کی تھاپ کے درمیان سعدیہ کی آواز جیسے کسی اور ہی دنیا کی لگ رہی تھی۔

— خواتین جھوم رہی تھیں، اریحہ کے لب بھی مسکرا رہے تھے  
 اور احمد کی نظریں، چاہ کر بھی اُس منظر سے ہٹ نہیں پارہی تھیں۔



جب گانا ختم ہوا تو کچھ لمحوں کو جیسے خاموشی چھا گئی،

پھر سب نے یک زبان ہو کر تالیاں بجائیں۔

اریحہ نے فخر سے سعدیہ کا ہاتھ دبا یا،

"کمال کر دیا تم نے! سچ کہوں تو سب تمہاری آواز پر فدا ہو گئے۔"

سعدیہ نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ گردن جھکالی،

"بس ایسے گانے کا ماحول تھا تو گا دیا۔"

اسی لمحے شاہ بیگم آگے بڑھیں،

"بیٹا تم نے تو محفل کارنگ ہی بدل دیا، اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے۔"

- ان کے لہجے میں سچائی تھی، شفقت بھی تھی

احمد نظریں جھکائے

ٹیبل پر ہاتھ چلائے جا رہا تھا،

مگر دل ابھی ابھی اس آواز کے حصار سے آزاد نہیں ہو پایا تھا۔



— چائے کے کپ رکھواتے ایک بار پھر اس کی نظر سعدیہ پر ٹھہری تھی

- سعدیہ اور اریحہ کا ایک ساتھ قہقہہ ہوا میں گونجا تھا وہ کسی بات پر ہنس رہی تھیں

چہرے پر چاندی کی روشنی، گلابی لپ گلوں، اور مسکراہٹ میں ہلکا سا ڈمپل نمایاں تھا،

- اسکو دیکھنا احمد کی آنکھوں کو اطمینان دے رہا تھا

”!بھائی، چائے بناؤ نا“

اریحہ کی آواز پر وہ چونکا،

— ہاں، بیٹھ جاؤ بولتا ہوں۔ ”اسنے ملازم کو چائے کا کہا اور ہلکی سی نظر سعدیہ پر ڈالی“

پھر جیسے خود کو جھٹک دیا۔

تم بیٹھو سعدیہ میں زرا آئی۔ سعدیہ نے سر  
اثبات میں ہلایا تو اریحہ اندر کی طرف چلی گئی۔  
سعدیہ تھوڑا الگ کھڑی لڑیوں کی روشنی دیکھ رہی تھی۔  
ہلکی ہوا میں فراک کا دامن لہرا ہاتھا۔

”بہت اچھی ہے آپ کی آواز۔“

احمد کی آواز آئی۔

وہ پلٹی تو وہ درخت کے قریب کھڑا تھا،

ہاتھ میں چائے کا کپ، نظریں سیدھی مگر نرم۔

سعدیہ کے لبوں پر ایک لمحے کو مسکراہٹ آکر رک گئی۔

”... شکر یہ“

NOVEL-E-MEHAR آپ کو کسی نے بتایا نہیں کے آپ کی آواز اور

مسکراہٹ ایک جیسی ہیں۔

ایک جیسی میں کچھ سمجھی نہیں،

سعدیہ لاعلمی سے بولی،

ایک جیسی مطلب دیکھنے اور سننے والے

کو، اپنے حصار میں جکر لینے والیں۔

احمد کی بات پر اسکا دل زور سے درکا

تھا۔ اسکے منہ سے محض

شکریہ کا لفظ نکلا تھا۔

احمد۔۔۔۔۔

احمد کو آواز دی گئی تھی اور وہ

۔ ایکسیوزز کرتا باہر کی طرف رخ کر گیا

— سعدیہ نے اس کی پشت کو جاتے دیکھا،



لان میں صرف جھرمٹ رہ گیا تھا،

اور کہیں دور ڈھولک کی تھاپ،

جو اب مدھم پڑ چکی تھی۔

سب ڈنر کے لیے اٹھ گئے تھے۔

NOVEL-E-MEHAR